OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴾International Journal of Islamic Thought﴿
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:5, Issue: 1, Jan -March 2026 PP: 200-208

امور مختلفہ میں رسول اللہ ﷺ کے اجتہادات دلائل، نظائر اور مستنبط اصول وفروع

Ijtihad of the Holy Prophet SAW in different matters: Arguments, Exemplification and derived principles

Dr. Nabeela Falak
Associate professor, Department of Islamic studies,
The university of Lahore Sargodha campus
Email: nabeelafalak@gmail.com

Abstract

All aspects of life of Prophet Muhammad SAW are present to the world with more clearness than the sun, the message that He SAW brought to the world is an all-encompassing, stable, strong and dynamic system of life for all humanity, and for the survival of its distinct glory, prosperity and duality, it has kept such flexibility and determination within itself that it can support human needs in every era and in every place. There are basically two types of problems that people face in society (1) Problems in which there is no change due to the difference of time and circumstances. There are detailed rulings and rules in the Shariah for such issues from the very beginning. For example, marriage, divorce, inheritance, etc. (2) Problems that may change with time. The Shari'ah has not left any detailed rulings on such issues; rather, it has formulated general rules and basic principles in this regard and has left it to the mature view of the Ummah and the higher jurists to find out the rulings on these issues by keeping in mind the objectives of the Shari'ah, its disposition, the rulings of the Shari'ah and the basic principles and rules of the religion. The Seerah of the Prophet (peace be upon him) states that it contains not one but many examples of speculative knowledge, which shows that He SAW himself has kept this path open by His own words. In this article, the Author tried to highlight the aspect of Ijtihad of the Prophet's life. In order to examine the principles and practices derived from the Ijtihad of Holy Prophet SAW.

Keywords: *Ijtihad, Muhammad SAW, different matters ,arguments, exemplification ,derived principles.*

CC BY

موضوع کا تعارف:

قرآن کریم کے بعد اگر کوئی چیز ہے تو وہ صاحب قرآن ہے۔ کان خلقہ القرآن" سیرت نبوی ﷺ کا اعجاز ہے کہ اس کے اندر ہزاروں روشن پہلو ہیں۔ دنیا کو جس پہلو یا گوشے سے رہنمائی مطلوب ہو، اس کو سیرت نبوی ﷺ کے بے مثال خزانہ میں وہ اسوہ اور نمونہ مل جاتا ہے جس سے اپنے ہمہ نوعیتی مسائل و مشکلات کا کامیاب ترین حل تلاش کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی کا کوئی گوشہ تاریکی میں نہیں۔ آپ ؐ کی حیات طیبہ کے تمام ہی پہلو سورج سے زیادہ ظاہر وعیاں ہو کر دنیا کے سامنے موجود ہیں، آپؐ جس پیغام الٰہی کو لے کر دنیا میں تشریف لائے، وہ ساری انسانیت کیلئے ایک ہمہ گیر، مستحکم و مضبوط اور عائلی نظام حیات ہے اور اس نے اپنی اس امتیازی شان، ہمہ گیری اور دوامی حیثیت کی بقاء کی خاطر اپنے اندر ایسی لچک اور گنجائش رکھی ہے کہ ہر دور میں اور ہر جگہ انسانی ضروریات کا ساتھ دے سکے۔ معاشرہ میں رہتے ہوئے لوگوں کو جس قسم کے مسائل و حالات پیش آسکتے ہیں، ان کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ مسائل جن میں حالات و زمانے کے اختلاف سے کوئی تغیر پیدا نہ ہو۔ ایسے مسائل کیلئے شروع ہی سے شریعت میں تفصیلی احکام و قواعد ثابت و موجود ہیں۔ جیسے: نکاح، طلاق، محرمات اور میراث وغیرہ کے احکام۔

(۲) وہ مسائل جو حالات و زمانے کے بدلنے سے متغیر ہو سکتے ہوں ایسے مسائل کے بارے میں شریعت نے کوئی تفصیلی احکام نہیں چھوڑے ہیں؛ بلکہ اس سلسلے میں عام قواعد اور بنیادی اصول و مبادی وضع کر دی ہے اور امت کے بالغ نظر اور بلند پایہ فقہاء کیلئے یہ گنجائش چھوڑ دی ہے کہ شریعت کے مقاصد، اس کے مزاج و مذاق، احکام شرع کے مدارج اور دین کی بنیادی اصول و قواعد کو سامنے رکھ کر ان مسائل کے احکام تلاش کریں۔ لیکن اس مقصد کیلئے یہ ضروری ہے کہ علمائے امت کے سامنے سیرت نبوی ﷺ کا فکری اور اجتہادی پہلو ہو جس کی رہنمائی میں ہر زمانہ کے علماء وفقہاء غیر منصوص اور نئے پیش آمدہ مسائل میں شرعی غور و فکر کے ذریعہ کوئی شرعی حکم نکال سکیں۔ سیرت نبوی ﷺ کا اعجاز ہے کہ اس میں وہ قیاس واجتہاد کے ایک دو نہیں متعدد علمی نمونے موجود ہیں جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے خود اپنے قول وسیرت سے یہ راہ کھلی رکھی ہے تاکہ کتاب وسنت کے اصولی ہدایات کی تطبیق پیش آنے والی جزئیات پہ قیامت تک جاری رہ سکے۔ ذیلی سطور میں آپ ﷺ کی سیرت کے اجتہاد کے پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ آپؐ کے اجتہادات کی امثلہ و نظائر سے مستنبط اصول وفروع کا جائزہ لیا جا سکے۔

علماء اصول کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ غیر منصوص مسائل میں آپ ﷺ کیلئے اجتہاد جائز تھا یا نہیں؟ جمہور علماء اصول کے یہاں جائز ہے۔ معتزلہ اور ابن حزم ظاہری کے یہاں جائز نہیں ہے۔[1] پھر جو لوگ اجتہاد نبی ﷺ کو جائز قرار دیتے ہیں ان کے مابین دو باتوں میں اختلاف ہے: (الف) کس قسم کے مسائل میں آپ ﷺ نے اجتہاد کیا ہے؟ (ب) آپ ﷺ کب اجتہاد فرمایا کرتے تھے؟ علامہ قرافی ؒ، علامہ عبدالعزیز بخاریؒ اور علامہ شوکانی ؒ نے اس پر جمہور علمائے امت کا اتفاق نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے جنگی امور اور دنیوی معاملات کے سلسلے میں اجتہاد فرمایا ہے۔ بخاریؒ کے الفاظ یہ ہیں:

کلھم قد اتفقوا علیٰ إن العمل یجوز لہ بالرای فی الحروب وامور الدنیا۔[2] علامہ قرافی ؒ بھی یہی فرماتے ہیں:

"محمل الخلاف فی الفتاویٰ. امّا الأقضیة فیجوز الأجتهاد بالاجماع"۔[3]

لیکن کیاآپ ﷺ نے شرعی امور میں بھی اجتہاد کیا ہے یا نہیں؟اس بارے میں اصولیین کا قول مختلف ہے۔ان کے مطابق آپ ﷺ نے شرعی امور میں بھی اخذ واستنباط سے کام لیا ہے۔[4]جس کی سب سے بڑی اور واضح دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کیفیت اذان کے سلسلے میں اپنے صحابہ کے ساتھ اجماعی غور وتدبیر کے بعد اپنے اجتہاد و قیاس سے حضرت عمر ؓ کے مشورہ پر ایک فیصلہ فرمایااور پھر حضرت بلال ؓ کو اذان دینے کا حکم فرمایا۔غور کیا جاسکتاہے کہ "اذان"کوئی دنیوی یا جنگی معاملہ نہیں، بلکہ خالص اللہ کا حق ہے اور شعائر دین ومذہب ہے۔ لیکن اس میں بھی آپ کا اجتہاد وقیاس ثابت ہے۔اس سلسلے میں مزید دلائل کی طرف بعد میں اشارہ کیا جائے گا۔اجتہادِ نبوی ﷺ کی کیفیت کے سلسلے میں جمہور محدثین اور ائمہ ثلاثہ کا رجحان یہ ہے کہ آپ ﷺ کسی بھی واقعہ کے پیش آتے ہی اجتہاد کرلیا کرتے تھے اس سلسلے میں آپ وحی کا انتظار نہیں فرماتے تھے۔ لیکن اس بارے میں احناف کا راجح نقطۂ نظر یہ ہے کہ آپ ﷺ پیش آمدہ مسائل میں پہلے "وحی"کا انتظار کرتے اگر "مدت انتظار"میں وحی نازل ہوجاتی تو فبہاورنہ آپ ﷺ اجتہاد وقیاس کے ذریعہ ان کا حل بتادیتے۔

علامہ سرخسی ؒ تحریر فرماتے ہیں:

وأصح الأقاویل عندنا أنه علیه الصلوة فیما کان یبتلی به من الحوادث التی لیس فیها وحی منزل، کان ینتظر الوحی الی أن تمضی مدة الانتظار ثم کان یعمل بالرأی والاجتهاد۔[5]

"آپ ﷺ پیش آمدہ مسائل میں پہلے وحی کا انتظار کرتے اگر مدت انتظار میں وحی نازل ہوجاتی تو فبہا ورنہ آپ ﷺ اجتہاد وقیاس کے ذریعہ ان کا حل بتادیتے۔"

آپ ﷺ فکر واجتہاد کے مامور تھے۔درج ذیل میں اسکے دلائل اور نظائر بیان کی جائیں گی :

(۱) بنو نظیر جب مدینہ طیبہ سے شام جلاوطن کردیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے اہل بصیرت کو ان کی بدعہدی اور شرارت پے عبرت دلاتے ہوئے فرمایا: فاعتبروا یا اولی الابصار"اعتبار، کہتے ہیں کسی چیز کی حقیقت ودلائل میں غور وفکر کرکے اسی جنس کی دوسری چیز کو جان لینا" آیت میں ارباب بصیرت، صاحب نظروفکر لوگوں کو غور وتدبر کا بالعموم حکم دیا گیا ہے اورنبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کون بالغ نظر ہوسکتا ہے؟ لہٰذا آیت مبارکہ میں جس غور وفکر کا حکم دیا جارہا ہے آپ ﷺ بھی اس کے عموم میں داخل ہیں اور اجتہاد وقیاس کے مکلّف آپ ﷺ بھی ہوئے۔

(۲) واذا جاءهم امر من الأمن او الخوف أذاعوا به ولوردوه الی الرسول والی أولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم۔[6]

امام رازی ؒ فرماتے ہیں : آیت مبارکہ میں استنباط و تحقیق کے اندر اللہ تعالیٰ نے ﷺ اور اولی الامر اور حاکموں کو یکساں قرار دیا ہے، جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ اخذ واستنباط کے مکلّف تھے۔ فعلم من ذلک اِن الرسول علیه الصلاة والسلام مکلّف بالاستنباط۔[7]جنگی اور دینوی امور میں انبیاء کے اجتہاد کے اختلاف کے بارے میں سعید الدین تفتازانی مندرجہ ذیل آیت کی تشریح کے تحت لکھتے ہیں۔عفا الله عنک لم اذنت لهم [8]یہ ان لوگوں پر حجت ہے جو اجتہاد کو (انبیاء کے لیے) مطلق ممنوع قرار دیتے ہیں اور جو لوگ جنگی معاملات اور دینوی امور میں تو اجتہاد کو جائز قرار دیتے ہیں ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کا یہ ارشاد حجت ہے۔

لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سَقْتُ الْهَدْيَ حَتَّى اَشْتَرَيَه ثُمَّ أَجَلْ كَمَا حلواً[9]

(اگر مجھے اس صورتحال کا اندازہ ہوتا جو مجھے بعد میں ہوا تو میں قربانی کے جانور نہ لاتا، اور اس کو عمرہ میں تبدیل کر دیتا۔) جس طرح آپ ﷺ جنگی امور میں اجتہاد فرمایا کرتے تھے اسی طرح شرعی امور میں بھی آپ ﷺ اجتہاد و قیاس کے مامور و مجاز تھے۔

(۳) لولا كتاب من الله سبق لمسكم فيما أخذتم عذاب عظيم۔[10]

بدر کی لڑائی میں ستر کافر مسلمانوں کے ہاتھوں میں قید ہو کر آئے، آپ ﷺ نے ان قیدیوں کے سلسلہ میں مشورہ طلب کیا۔ حضرات صحابہؓ نے اجتماعی غور وتدبر کے بعد ان قیدیوں کے سلسلے میں مشورہ دیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رائے یہ تھی کہ فدیہ لے کر ان تمام قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے، جبکہ حضرت عمر فاروقؓ کی رائے یہ تھی کہ تمام قیدیوں کو قتل کر دیا جائے، حضرت سعد بن معاذ ؓ کی بھی یہی رائے تھی۔ کافی بحث و تمحیص کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے مشورہ پر عمل کیا۔ اور تمام قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کر دیا گیا۔ لیکن آپ کے اس فیصلہ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اجتہادی خطاء قرار دی گئی اور پھر آیت مذکورہ سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں:

اوّل: یہ کہ کسی پیش آمدہ مسائل میں کتاب و سنت میں کوئی حکم نہیں ملتا تو آپ ﷺ کیلئے اجتہاد کرنا جائز تھا۔ دوم: یہ ہے کہ جس طرح آپ ﷺ کیلئے جنگی امور میں اجتہاد کرنا جائز تھا۔ اسی طرح شرعی امور میں بھی آپؐ اجتہاد کے مکلّف تھے۔ جنگ بدر کا معاملہ صرف ایک جنگی حد تک محدود نہ تھا بلکہ یہ جنگ ایمان و کفر، حق و باطل کی فیصلہ کن لڑائی ہونے کی وجہ سے مذہبی وشرعی معاملہ کی حیثیت اختیار کر گئی تھی۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں:

"فالآية صريحة فى بيان أن الرسول عليه الصلاة والسلام كان يحكم بمقتضى الاجتهاد فى الوقائع التى لم ينزل بها نص او وحى"۔[11]

(۴) فتح مکہ کے دن مکہ المکرمہ کی حرمت وعظمت کو بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فهو حرام بحرمة الله تعالى الى يوم القيامة، لايُعضد شوكة ولاينفر صيده ولا تلتقط لقطة الّا من عرّفها ولايختلى خلاها۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا: یارسول اللہ! آپ ﷺ تمام گھانسوں کو ممنوع فرمارہے ہیں، حالانکہ "اذخر" کی ضرورت ہم لوگوں کو گھر کی چھتوں میں پڑتی رہتی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "الا الاذخر"۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: آپ ﷺ کا پھر "اذخر" کا استثناء کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ گھاس وغیرہ کی حرمت کے سلسلہ میں آپ ﷺ نے اجتہاد کیا تھا۔ وهذا مبنى على ان الرسول كان له ان يجتهد فى الاحكام۔[12]

(۵) قریش نے اپنے دور میں خانہ کعبہ کی جو تعمیر کی تھی۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے خلاف تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سوال کیا: الا تردها على قواعد ابراهيم؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لولا حدثان قومك بالكفر لفعلت۔[13] آپ کا یہ ارشاد بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے قریش کی تعمیر کردہ بنیاد کو جو باقی رکھا وہ آپ ﷺ کا اجتہاد تھا۔ اس لئے کہ اگر آپ ﷺ عمارت منہدم کرنے کا مامور ہوتے تو خوف فتنہ اس سے قطعاً مانع نہیں ہوتا۔

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ ﷺ اجتہاد و قیاس کے مامور ومکلّف تھے۔ آپ ﷺ نے دینی

و دنیوی تمام امور میں اجتہاد کیا ہے۔ ذیل میں ان تمام امور کا ذکر کیا جاتا ہے کہ کن کن معاملات میں آپ ﷺ نے اجتہاد سے کام لیا ہے۔

امور دنیا میں رسول اللہ ﷺ کے اجتہادات:

(۱) ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ کے یہاں آپ ﷺ نے شہد نوش فرمایا، حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہ ؓ کو اس کا علم ہوا تو دونوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ ہم میں سے جس کے پاس حضور ﷺ تشریف لائیں، ہر کوئی یہ کہے کہ حضور ﷺ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے! ایسا ہی ہوا، آپ حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ میں سے جن کے پاس تشریف لے گئے آپ ﷺ سے یہی سوال ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، میں نے زینب کے پاس شہد پیا ہے۔ اگر تم لوگوں کو اس شہد کی وجہ سے ناراضگی ہوئی تو دیار کھو! آج سے میں شہد ہی نہیں پیونگا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: لم یتحرم ما احل اللہ لک۔[14] آپ ﷺ نے بعض ازواج کی دلجوئی کے واسطے اپنے اوپر شہد کو حرام کیا گیا، یہ محض آپ کا قیاس تھا۔

(۲) آپ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو دیکھا کہ انصار مدینہ نر کھجور کا پیوند مادہ کھجور کو لگاتے ہیں تو کھجور زیادہ ہوتی ہے، آپ ﷺ نے انصار کو اس طرز عمل سے منع کر دیا۔ اتفاق سے اس سال مدینہ میں کھجور کی پیداوار بالکل گھٹ گئی تو آپ ﷺ نے پھر اجازت دے دی۔[15] پہلے تابیر نخل کی ممانعت آپ ﷺ کا اجتہاد تھا۔

(۳) آپ ﷺ اکابر قریش کو اسلام کی دعوت و تبلیغ میں مشغول تھے۔ اسی دوران حضرت عبداللہ ؓ بن ام مکتوم حاضر مجلس ہوئے، آپ ﷺ نے کفار و مشرکین کے قبول اسلام کی امید پر نابینا صحابی سے منہ پھیر لیا، جس پر آیت: عبس و تولّی۔۔۔۔۔۔۔الخ نازل ہوئی آپ ﷺ کا یہ اعراض محض اجتہاد تھا۔[16]

جنگی امور میں آپ میں رسول اللہ ﷺ کے اجتہادات

(۱) غزوہ بدر کی لڑائی کے سلسلے میں آپ ﷺ نے اپنی رائے سے ایک جگہ متعین کی تھی، بعد میں حضرت حباب بن المنذر کی رائے سے وہ جگہ بدل دی۔ پہلی جگہ کے سلسلے میں آپ ﷺ نے اجتہاد کیا تھا۔[17]

(۲) اساری بدر کے سلسلے میں آپ ﷺ نے جو کچھ فیصلہ فرمایا تھا وہ آپ ﷺ کا اجتہاد تھا۔

(۳) غزوہ احد کے سلسلے میں مدینہ سے باہر نکلنے یا نہ نکلنے میں آپ ﷺ نے اجتہاد کیا تھا کہ مدینہ ہی میں رہ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا جائے۔ بعد میں اس تعلق سے آپ ﷺ پر وحی آئی۔[18]

(۴) "خندق" غزوۂ احزاب میں حضرت سلمان فارسیؓ کی رائے پر آپ ﷺ نے عمل کیا۔ یہ آپ ﷺ کا اجتہاد تھا۔ اس سلسلہ میں آپ ﷺ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔[19]

(۵) غزوہ خندق میں قبیلہ غطفان کے دو سردار" عیینہ بن الحصن" اور "الحارث بن عوف المروی" سے مدینہ کی ثلث کھجور پر مصالحت کی پیشکش کی تھی۔ یہ صرف آپ ﷺ کا اجتہاد تھا۔[20]

(۶) غزوہ تبوک میں بعض منافقوں کے اعذار کی وجہ سے آپ ﷺ نے انہیں جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت و رخصت دیدی تھی۔ یہ آپ ﷺ کا اجتہاد تھا۔[21]

معاملات و قضایا میں میں رسول اللہ ﷺ کے اجتہادات

(۱) حضرت عبداللہ ابن عمر ؓ کو آپ ﷺ نے اپنی اس بیوی سے رجوع کا حکم دیا تھا۔ جس کو انھوں نے حالت حیض میں طلاق دی تھی۔ یہ آپ ﷺ کا اجتہاد تھا۔[22]

(۲) حضرت ابوسفیانؓ کی بیوی "ہند بنت عتبہ" نے جب حضرت ابوسفیان ؓ کی بخالت کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: خذی من مالہ بالمعروف ما یکفیک ویکفی بنیک۔[23] عورت کی ضرورت و کفایت کے بقدر شوہر پر نفقہ کا واجب کرنا آپ ﷺ کا اجتہاد تھا۔

(۳) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میراث کے ایک پرانے جھگڑے میں فیصلہ کرنے کے لیے حاضر ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ میرے پاس اپنے مقدمات کا فیصلہ کرانے کے لیے آتے ہو، اور جن چیزوں میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی ان میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں، اس لیے اگر میں کسی کے لیے اس کے بھائی کے حق میں سے کسی چیز کا فیصلہ کروں تو اسے چاہیے کہ وہ اس کو نہ لے (اگر وہ یہ جانتا ہے کہ یہ اس کا حق نہیں ہے) تو میں اس کو جہنم کی آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہوں جسے وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر لیے ہوئے آئے گا۔[24]

عبادات سے متعلق امور میں میں رسول اللہ ﷺ کے اجتہادات

(۱) کیفیت اذان کے سلسلے میں حضرات صحابہؓ سے مشورہ کے بعد آپ ﷺ نے جو کچھ فیصلہ فرمایا، وہ آپ ﷺ کا اجتہاد تھا۔ اس سلسلہ میں کوئی وحی وغیرہ نازل نہیں ہوئی تھی۔[25]

(۲) ابتداء میں بیت المقدس آپ ﷺ کا قبلہ تھا اور 16 یا 17 مہینہ ادھر ہی رخ کرکے آپ ﷺ نے نماز ادا کی، لیکن آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ کا قبلہ مسجد حرام ہو جائے، چنانچہ آیت نازل ہوئی: قد نریٰ تقلب وجھک فی السماء۔ آپ ﷺ نے مسجد حرام کے قبلہ ہونے میں اجتہاد و قیاس کیا تھا۔[26]

(۳) منبر سازی کے سلسلہ میں آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کی درخواست قبول فرمائی۔ یہ آپ ﷺ کا اجتہاد تھا۔[27]

(۴) جماعت کی نماز چھوڑنے والے کے سلسلے میں آپ ﷺ کا اجتہاد تھا کہ لکڑیاں جمع کرکے انہیں جلادیا جائے، لیکن پھر آپ ﷺ نے اس ارادہ سے رجوع کرلیا۔[28] اگر تارک الجماعۃ کو جلانے کا حکم منجانب اللہ ہوتا تو آپ ؐ اس سے رجوع نہ فرماتے۔

(۵) رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ابن سلول کیلئے آپ ﷺ نے استغفار کیا تھا۔ یہ آپ ﷺ کا اجتہاد تھا۔[29]

(6) حضرت ابوطالب سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا: لاستغفرن لک مالم اُمن۔[30] فأنزل الله تعالى: ما كان للنبى والذين آمنو ان يستغفروا للمشركين۔ آپ ﷺ کا اپنے چچا کیلئے استغفار کا ارادہ محض آپؐ کا اجتہاد تھا۔

مذکورہ دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ ﷺ نے تمام ہی قسم کے معاملات میں اجتہاد و استنباط سے فیصلے کئے ہیں۔ البتہ آپ ﷺ کے اجتہاد اور امت کے مجتہدین کے اجتہادات کی حجیت و مشروعیت میں فرق ہے۔ آپ ﷺ کے اجتہاد میں

ہدایت ہی ہدایت ہے۔ اگر آپ ﷺ کا اجتہاد مشیت الہیٰ کے مطابق نہیں ہوتا تو ہر وقت وحی کے ذریعہ آپ ﷺ کو صحیح واقعہ کی رہنمائی کر دی جاتی تھی۔ آپ ﷺ نے حالات وواقعات میں اپنے اجتہاد واستنباط سے کام لیا ہے۔ جمہور محدثین وفقہاء کی یہی رائے ہے کہ آپ ﷺ اپنے اجتہادات میں معصوم عن الخطاء تھے، جبکہ احناف کا نقطہ نظر یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اجتہادات میں خطاء بھی واقع ہوئی ہے۔ البتہ وحی کے ذریعہ اس کو منسوخ کر کے صحیح واقعہ کی رہنمائی فی الفور کر دی جاتی تھی اور آپ ﷺ کے خطاء اجتہادی کو برقرار نہیں رکھا جاتا تھا۔[31]

رسول اللہ ﷺ کے اجتہادات سے مستنبط اصول وفروع:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجتہاد سے کام لینے کی اجازت عطا فرمائی گئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصوص کتاب میں برابر غور وفکر اور اجتہاد سے کام لیا اور عمومات سے مخصوصات وجزئیات پر استدلال فرمایا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو بھی نہ صرف اجتہاد کی اجازت دی بلکہ ان کی تعلیم وتربیت بھی فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ کے اجتہادی خصائص میں یہ خصوصیت بھی شامل ہے کہ ان اجتہادات سے امت کی رہنمائی کے لئے بہت سے اصول وفروع مستنبط ہوتے ہیں۔

بنو نظیر جب مدینہ طیبہ سے شام جلاوطن کر دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے اہل بصیرت کو ان کی بدعہدی اور شرارت پے عبرت دلاتے ہوئے فرمایا: فاعتبروا یا اولی الابصار "اعتبار، کہتے ہیں کسی چیز کی حقیقت ودلائل میں غور وفکر کر کے اسی جنس کی دوسری چیز کو جان لینا" آیت میں ارباب بصیرت، صاحب نظر وفکر لوگوں کو غور وتدبر کا بالعموم حکم دیا گیا ہے اور نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کون بالغ نظر ہو سکتا ہے؟ لہٰذا آیت مبارکہ میں جس غور وفکر کا حکم دیا جارہا ہے آپ ﷺ بھی اس کے عموم میں داخل ہیں اور اجتہاد وقیاس کے مکلف آپ ﷺ بھی ہوئے۔

حضرت ام سلمیٰ □ سے روایت حدیث مبارکہ میں آپؐ نے وراثت کا حکم شرعی دریافت کرنے کے لیے اجتہاد کیا عصر حاضر کے فقہاء اسے اجتہاد قضائی یا تطبیقی کہتے ہیں۔

اگر ہمیں کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو جس پر قرآن میں کوئی حکم موجود نہ ہو اور نہ ہی آپ ﷺ کی کوئی سنت معلوم ہو (تو کیا کریں) آپ ﷺ نے فرمایا ایسی حالت میں مومنوں میں سے اہل علم کو جمع کر وان کے مابین مشاورت کرو اور کسی ایک شخص کی ذاتی رائے پر فیصلہ نہ کرو۔

ان وقائع سے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد فرمانے پر دلالت ہوتی ہے وہاں پر احتمال بھی رہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی حکم سے مطلع فرما دیا جاتا ہو۔ مگر اجتہاد وقیاس پر اس قوت صراحت ہو جاتی ہے جب آپ سائل سے فرماتے ہیں کہ فلاں حکم کی نظیر فلاں پر قیاس کر لو اور عقل سلیم اس بات کا تقاضا کرتی تھی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجتہاد وقیاس کے ذریعے سے بھی حکم تک توصل فرماتے تھے اور قیاس حکم تک رسائی حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے جبکہ وہ شروطِ صحیحہ کے ساتھ کیا جائے۔ بہت سی احادیث ہیں آپ نے جہاں شریعت کا حکم بیان فرمایا وہاں حکم کی علت بھی بیان فرمائی، علت بیان کرنے کا فائدہ یہی ہو سکتا ہے کہ اس علت کی بناء پر ہی اصل کا حکم فرع میں بھی جاری کیا جا سکتا ہے، یہی قیاس ہے۔

حاصل بحث:

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے تمام ہی پہلو سورج سے زیادہ ظاہر وعیاں ہوکر دنیا کے سامنے موجود ہیں، آپؐ جس پیغام الٰہی کو لے کر دنیا میں تشریف لائے، وہ ساری انسانیت کیلئے ایک ہمہ گیر، مستحکم ومضبوط اور عائمی نظام حیات ہے اور اس نے اپنی اس امتیازی شان، ہمہ گیری اور دوامی حیثیت کی بقاء کی خاطر اپنے اندر ایسی لچک اور گنجائش رکھی ہے کہ ہر دور میں اور ہر جگہ انسانی ضروریات کا ساتھ دے سکے۔ معاشرہ میں رہتے ہوئے لوگوں کو جس قسم کے مسائل و حالات پیش آسکتے ہیں۔ سیرت نبوی ﷺ کا اعجاز ہے کہ اس میں وہ قیاس واجتہاد کے ایک دو نہیں متعدد علمی نمونے موجود ہیں جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے خود اپنے قول وسیرت سے یہ راہ کھلی رکھی ہے تاکہ کتاب وسنت کے اصولی ہدایات کی تطبیق پیش آنے والی جزئیات پہ قیامت تک جاری رہ سکے۔ مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ ﷺ اجتہاد و قیاس کے مامور ومکلّف تھے۔ آپ ﷺ نے دینی ودنیوی تمام امور میں اجتہاد کیا ہے۔ ان تمام امور کی نظائر کا ذکر کیا گیا ہے کہ کن کن معاملات میں آپ ﷺ نے اجتہاد سے کام لیا ہے۔ دلائل سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ آپ ﷺ نے تمام ہی قسم کے معاملات میں اجتہاد و استنباط سے فیصلے کئے ہیں۔ البتہ آپ ﷺ کے اجتہاد اور امت کے مجتہدین کے اجتہادات کی حجیت و م شروعیت میں فرق ہے۔ آپ ﷺ کے اجتہاد میں ہدایت ہی ہدایت ہے۔ اگر آپ ﷺ کا اجتہاد مشیت الٰہی کے مطابق نہیں ہوتا تو ہر وقت وحی کے ذریعہ آپ ﷺ کو صحیح واقعہ کی رہنمائی کردی جاتی تھی۔ آپ ﷺ نے حالات وواقعات میں اپنے اجتہاد و استنباط سے کام لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اجتہادی خصائص میں یہ خصوصیت بھی شامل ہے کہ ان اجتہادات سے امت کی رہنمائی کے لئے بہت سے اصول وفروع مستنبط ہوتے ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1 ۔الاحکام فی اصول الاحکام، آمدی، مکتبہ العصریہ بیروت، ۲۰۱۰، 165/4، مسلم الثبوت 361/2، تیسیر التحریر 183/4

2 ۔ عبدالعزیز بخاری، کشف الاسرار، مطبوعہ صدف پبلشرز کراچی۔ س۔ن 926/3، شرح الاسنوی علی المنہاج 194/3

3 ۔ اسنوی، جمال الدین ابی محمد عبدالرحیم بن الحسن (م۷۷۲ھ) التمہید فی تخریج الفروع علی الاصول، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان ۲۰۰۴ء۔ 194/3

4 ۔ شوکانی، محمد بن علی بن محمد، ارشادالفحول، مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۹۳۷ء۔؛مکتبہ نزار مصطفیٰ احمد الباز، مکہ مکرمہ، ریاض۔ 255، ص:

5 ۔ سرخسی، ابی بکر محمد بن احمد (م۴۹۰ھ) اصول سرخسی، دارالفکر بیروت لبنان، ۲۰۰۵ء، دارالکتاب، مصر، ۱۳۷۲ھ۔ 91/2

6 ۔الاحکام للآمدی 165/4

7 ۔رازی، فخر الدین (م ۶۰۴ھ) مفاتیح الغیب، مکتبہ التجاریہ مصطفیٰ احمد الباز بیروت لبنان ۱۹۹۵ء 201-200/10

8 ۔ تفتازانی ، سعد الدین (م ۷۹۱ھ) حاشیہ شرح مختصر، دار لکتب العلمیہ بیروت، لبنان ۲۹۹۲ء ص: ۶۸۶/۳

9 ۔ صحیح مسلم ،کتاب الحج، باب بیان وجوہ الاحرام۔۔۔ حدیث نمبر ۲۹۳۱

10 ۔الانفال: 68

11 ۔رازی، التفسیر الکبیر 74/16

12 ۔ابن حجر عسقلانی، فتح الباری مکتبہ العلمیہ لاہور، س ن 49/4

13 ۔ابن حجر، فتح الباری 439/3

14 ۔اجتہاد الرسول، 87

15 ۔شرح النووی لصحیح مسلم 190/10

16 ۔سورۃ عبس

17 ۔ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک، السیرہ النبویہ، مطبع المصطفیٰ البابی الحلبی مصر، س۔ن 272/2

18 ۔ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک، السیرہ النبویہ، مطبع المصطفیٰ البابی الحلبی مصر، س۔ن 67-64/3

19 ۔اجتہاد الرسول: 94

20 ۔ سیرت ابن ہشام 104/4

21 ۔ابن سبکیؒ، تاج الدین عبد الوہاب بن علی (م ۷۷۱ھ) جمع الجوامع (تعلیق الیاس قبلان) دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۰۹ء ص: ۴۳۵

22 ۔الاحکام لابن دقیق العید 201/2

23 ۔ صحیح مسلم کتاب الاقضیہ مسلم بن حجاج، (م ۲۶۱ھ) صحیح مسلم، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستہ دارسلام للنشر والتوزیع ریاض ۲۰۰۸ء۔

24 ۔حدیث ابو داود ، سنن ابی داؤد، کتاب القضایا، باب قضاء القاضی اذا اخطا : حدیث نمبر : ۳۵۸۳

25 ۔فتح الباری 82-77/2

26 ۔ سیرت ابن ہشام 257/2

27 ۔ فتح الباری 486/1

28 ۔ مسلم، کتاب المساجد

29 ۔ تفسیر الرازی 146/16

30 ۔ابن حجر، فتح الباری 339-337/8 (29) تفسیر رازی 6، 73/1، آمدی الاحکام 216/4

31۔التحریر 527 (31) ابو داؤد 141/1